

جناب ابوالحسنی حبیب

عہدِ ملت کی چار مومنات

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت قیس

فاطمہ نام - نسب نامہ اس طرح ہے -
فاطمہ بنت قیس بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائد بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر -

والدہ کا نام ایمنہ بنت ربیعہ تھا جو بنی کنانہ سے تھیں - ابو عمرو حفص رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا - دعوتِ حق کی ابتداء ہی میں شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہو گئیں اور ہجرت کے دورِ اقل میں دوسری خواتین کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی -

سلسلہ ہجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں ایک لشکر لے کر عازمِ مین ہوئے اس لشکر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ابو عمرو حفص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے - روانگی سے پہلے انھوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ تم عدت کا زمانہ اتم شریکیت کے ہاں گزارو،

لہٰذا اس واقعہ نے تاریخ میں بڑی شہرت پائی - بیان کیا جاتا ہے کہ ابو عمرو حفص رضی اللہ عنہ روانگی سے کچھ عرصہ پہلے حضرت فاطمہ کو دو طلاقیں دے چکے تھے - آخری طلاق حضرت عیاض بن ربیعہ کے ذریعے روانگی کے وقت دی اور بطور نفقہ ۵ صاع جو اور ۵ صاع خرے بھیجے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عیاض رضی اللہ عنہ سے کھانے اور مکان کا مطالبہ کیا تو انھوں نے کہا ابو عمرو حفص نے صرف یہ جو اور خرے دئے تھے ان کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں جو کچھ دیا گیا ہے یہ بھی محض احسانِ مہمزدی ہے - حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس پر غصہ آگیا وہ اپنے کپڑے وغیرہ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور سارا واقعہ بیان کیا -

(حاشیہ باقی ٹکس پر)

لیکن حضرت اُمّ شریکٹ کے گھرانے کے اعتزہ و اتار کے علاوہ دوسرے جہان بھی بکثرت آتے تھے اس لیے آپ نے اپنے حکم میں ترمیم فرما کر حضرت فاطمہؓ کو مشورہ دیا کہ تم عدت کا زمانہ اپنے ابن عم ابن ام مکتومؓ کے ہاں گزارو۔ انھوں نے تعمیل ارشاد کی۔ جب عدت کا زمانہ پورا ہو گیا تو حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ، حضرت ابوجہمؓ بن ابی عامرؓ اور حضرت اسماءؓ بن زیدؓ نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت فاطمہؓ کا خیال تھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود انہیں شرف ازدواج بخشیں گے لیکن مصلحتِ خداوندی اس میں نہ تھی چنانچہ جب حضرت فاطمہؓ نے اپنے نکاح ثانی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو آپؐ نے فرمایا: ”معاویہؓ نفلس ہے، ابوجہمؓ سخت مزاج ہے۔ تم اسماءؓ بن زیدؓ سے نکاح کر لو۔“

حضرت فاطمہؓ کچھ متامل ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہیں کیوں مذر ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔“

اس پر حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت اسماءؓ بن زیدؓ سے نکاح کر لیا۔ وہ بڑے جلیل القدر صحابی رہے تھے اور حضورؐ انہیں اس قدر عزیز رکھتے تھے کہ وہ حبیب النبیؐ و خلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب، کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت فاطمہؓ سے روایت ہے کہ اسماءؓ بن زیدؓ سے نکاح کے بعد میں لوگوں کے نزدیک قابلِ رشک بن گئی۔

۳۷ھ میں حضرت عمر فاروقؓ نے شہادت پائی تو مجلسِ شوریٰ کے اجتماع حضرت فاطمہؓ بنّت قریس کے مکان ہی میں منعقد ہوتے تھے چونکہ وہ نہایت زریک، معاملہ فہم اور صاحبِ الرائے فادات تھیں اس لیے مجلسِ شوریٰ کے اراکین ان سے مشورہ لینا بھی مناسب سمجھتے تھے۔

۴۵ھ ہجری میں حضرت اسماءؓ بن زیدؓ نے وفات پائی تو حضرت فاطمہؓ کو سخت صدمہ پہنچا اس کے بعد انھوں نے تازندگی دوسرا نکاح نہیں کیا اور اپنے بھائی ضحاک بن قیسؓ کے پاس رہنے لگیں۔ یزید بن معاویہؓ نے جب اقصیٰ عراق کا گورنر مقرر کیا تو ان کے پاس کوٹہ چلی آئیں اور وہیں مستقل سکونت اختیار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تم کو ابو عمروؓ نے کس مرتبہ طلاق دی۔ عرض کیا تین بار۔ آپؐ نے فرمایا: ”اب تمہارا نان نفقہ ابو عمروؓ پر واجب نہیں ہے۔“

جمہور فقہاء کا فیصلہ ہے کہ عدت کے زمانے میں عورت کا نان نفقہ طلاق دینے والے مرد کے ذمہ ہے چنانچہ

اس روایت کی تشریح و تفسیر کے سلسلے میں کتب فقہ میں طویل مباحث ملتے ہیں۔

کر لی۔

صحیح مسلم میں حضرت فاطمہؓ سے متعلق ایک خاص واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ کہ مروان بن الحکم کے عہدِ مکرست میں حضرت سعید بن زیدؓ کی صاحبزادی کو ان کے شوہر عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے طلاق دے دی۔ حضرت فاطمہؓ شہر میں ان کی خالہ ہوئی تھیں اس لیے انھوں نے بمقتضائے ہمدردی ان کو کہلا بھیجا کہ تم میرے گھر آ جاؤ مروان کو ظلم ہوا تو اس نے تبصرہ کو ان کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ آپ ایک مطلقہ خاتون کو اس کا زمانہ عدت پورا ہونے سے پہلے گھر کے کیوں نکالتی ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے اپنے ایامِ عدت اپنے ابنِ عم ابنِ اُمّ مکتومؓ کے پاس گزارنے کی اجازت دی تھی اس لیے میں نے بھی اپنی بھانجی کو عدت پوری ہونے سے پہلے اپنے پاس بھلا بھیجا ہے۔

مروان نے ان کی بات کو کوئی وقعت نہ دی اور مطلقہ خاتون کو اپنے گھر میں ہی عدت گزارنے کا حکم دیا۔

علامہ سیّد سلیمان ندویؒ نے ”سیرۃ عائشہؓ“ میں اس واقعہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اسلام میں حکم ہے کہ مطلقہ عورتیں عدت کے دن اپنے شوہر کے ہی گھر میں گزاریں اور اس حکم کے خلاف صرف ایک فاطمہؓ بنتِ قیس کی شہادت ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو طلاق دے دی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اپنے شوہر کا گھر چھوڑ کر دوسرے گھر میں جا کر رہیں۔ فاطمہؓ اس واقعہ کو بیان کر کے اجازتِ انتقال مکان پر استدلال کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کے عہد میں اسی واقعہ کی سند سے ایک معزز باپ نے اپنی مطلقہ بیٹی کو شوہر کے یہاں سے بلوایا۔ حضرت عائشہؓ نے اس عام حکمِ اسلامی کی مخالفت پر سخت اعتراض کیا۔ مروان اس زمانے میں مدینہ کا گورنر تھا، اس کو کہلا بھیجا کہ تم سرکاری حیثیت سے اس معاملہ میں دخل دواؤ ورنہ نفسِ مسئلہ کی نسبت فرمایا کہ اس واقعہ سے عام استدلال جائز نہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ فاطمہؓ کے شوہر کا گھر شہر کے کنارہ پر تھا اور رات کو جانوروں کا خوف رہتا تھا، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی تھی۔ (دجوالہ صحیح بخاری باب قصہ فاطمہؓ بنتِ قیس)

اہلِ سیر نے حضرت فاطمہؓ کے سال وفات کی صراحت نہیں کی البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافتِ مکہ کے زمانے تک زندہ تھیں۔

اربابِ سیر نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ صورت اور سیرت ہر لحاظ سے ہمہ صفت موصوف

تھیں اور نہایت دانا، ذی علم اور باکمال خاتون تھیں۔ ہماڑوں کی تواضع کرنے میں ان کو دل راحت ہوتی تھی۔ ایک دفع ان کے شاگرد شعبیؒ حاضر خدمت ہوئے تو انھوں نے چھوہاروں اور ستوؤں سے ان کی تواضع کی۔

حضرت فاطمہ بنت قیس سے چونتیس احادیث مروی ہیں ان کے راویان حدیث میں حضرت قاسم بن محمدؒ، ابوسلمہؒ، سعید بن مسیبؒ، عروہ بن زبیرؒ، سلیمان بن یسارؒ اور شعبیؒ جیسے اکابر تابعین شامل ہیں۔

صحیح مسلم اور ابوداؤد کی ایک حدیث جو علار میں "حدیث جساسہ" کے نام سے مشہرت رکھی ہے، حضرت فاطمہ بنت قیس ہی سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ "میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضورؐ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حسب عادت مسکرا کر فرمایا کہ سب لگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا، جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا، اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں ارشاد ہوا کہ میں نے کسی ترغیب ترسب کے لیے تمہیں جمع نہیں کیا بلکہ ایک واقعہ سننے کے لیے جمع کیا ہے جو تمہیں داریؓ نے بیان کیا ہے، وہ پہلے عیسائی تھے اللہ نے انہیں اسلام سے سرفراز کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے جہاز میں سوار ہو کر سمندر کا سفر اختیار کیا، میرے ساتھ قبیلہ فہام اور لخم کے تیس آدمی بھی تھے۔ اُنہائے سفر میں طوفان آگیا اور جہاز ایک ماہ تک سمندری لہروں سے اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا آخر ایک جزیرے کے ساحل کے ساتھ جالگا ہم جزیرے میں اترے تو ایک عجیب ہیئت کی ایک عورت لی جس کے بست بستے بالے ہال تھے۔ ہم نے اس سے پوچھا، تو کون ہے، اس نے کہا، میں جساسہ یعنی مجترہ ہوں جو دقبال کو خیر میں پہنچاتی ہوں تم لوگ سامنے والے دیہ میں جاؤ، وہاں دقبال کو دیکھو گے۔ ہم اس دیہ میں پہنچے تو وہاں ایک غیر معمولی قد و قامت کا آدمی دیکھا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ہم نے اس کو پکیر کر آدمی سے پوچھا۔ اس نے کہا "پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہرادیہاں کیسے پہنچے؟"

ہم :- ہم عرب کے رہنے والے ہیں، ہمارا جہاز سمندری طوفان میں پھنس گیا اور سمندری لہروں نے اسے اس جزیرہ کے قریب لا پھینکا، ایک عجیب الہیئت جساسہ نے ہمیں تیری طرف بھیج دیا۔

وہ :- اچھا تو یہ بتاؤ کہ نخلستان بیسان میں پھل آتا ہے یا نہیں۔

ہم :- بیسان کے نخلستان میں برابر پھل آ رہا ہے ۔
 و ۵ :- یاد رکھو وہ وقت بھی آنے والا ہے جب بیسان میں کھجور کے درخت پھل نہیں دیں گے ۔ اچھا یہ بتاؤ بحیرہ طبریہ میں ابھی پانی موجود ہے یا خشک ہو چکا ۔
 ہم :- اس میں تو پانی بافرط موجود ہے ۔
 و ۵ :- یہ وقت آنے والا ہے کہ اس کے پانی خشک ہو جائے گا یہ بتاؤ کہ کب چشمہ زغر میں پانی آ رہا ہے اور لوگ اس سے اپنے کھیت سپنچ رہے ہیں ۔
 ہم :- ہاں چشمہ زغر میں پانی آ رہا ہے اور لوگ اس سے اپنے کھیت سیراب کر رہے ہیں ۔

و ۵ :- اچھا یہ بتاؤ کہ امیتوں کے بنی نے ظاہر ہو کر کیا کیا ہے ۔
 ہم :- وہ اپنی قوم پر غالب آئے اور لوگوں نے ان کی اطاعت کر لی ہے ۔
 و ۵ :- ہاں ان کے لیے اطاعت ہی بہتر تھی ۔ اب میری نسبت بھی سن لو کہ میں سیح (دجال) ہوں مجھے عنقریب یہاں سے نکلنے کی اجازت ملے گی ۔ میں روئے زمین میں گھوم جاؤں گا اور دنیا کا کوئی مقام ایسا نہ ہو گا جہاں میں چالیس دن کی مدت میں نہ پانچ جاؤں البتہ مکہ اور طیبہ دو شہروں میں مجھے داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جب میں ان شہروں میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو ایک تیشیر بدست فرشتہ مجھے اس سے روک دے گا ۔

”یہ واقعہ بیان فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا تین بار منبر پر مارا اور فرمایا یہی طیبہ ہے ۔ یہی طیبہ ہے ، یہی طیبہ ہے (یعنی مدینہ منورہ)“

حضرت اُمّ فردۃ رضی اللہ عنہ

قریش کے خاندان بنو تیم سے تھیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمسر تھیں
 سلسلہ نسب یہ ہے ۔

اُمّ فردہ بنت ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب

بن لؤئی ۔

اہل بیت نے ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں کھایا لیکن ان کے شرفِ ایمان و صحابیت پر سب اہل بیت کا اتفاق ہے۔ ان کی شادی حضرت اشعث بن قیس سے ہوئی تھی۔ حافظ ابن حجر نے ”اصحاب“ میں لکھا ہے کہ اشعث بن قیس بن کے علاقہ کندہ کے حکمران تھے۔ وہ سلسلہ ہجری میں ایک وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا لیکن بدتمعی سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ فتنہ رذہ میں مبتلا ہو گئے، آخر انہیں گرفتار کر کے خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رض کی خدمت میں لایا گیا۔ انھوں نے سچے دل سے توبہ کی۔

صدیق اکبر رض نے انھیں نہ صرف معاف کر دیا بلکہ اپنی ہمیشہ اُمّ فرزدہ کا نکاح بھی ان سے کر دیا۔ نکاح کے بعد اشعث بن بازار گئے۔ وہاں اونٹوں کی منڈی لگ رہی تھی۔ انھوں نے تلوار سونت لی اور جو اونٹ سامنے آتا گیا اس کی کوچیں کاٹ کر زمین پر گراتے گئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی انھوں نے کہا کہ میں اپنے وطن میں ہوتا تو اور یہی سرو سامان ہوتا یہ کہہ کر اونٹوں کی قیمت ادا کر دی اور مل مدینہ سے کہا۔ یہ آپ لوگوں کی دعوت ہے۔ روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

جب حضرت اشعث بن قیسوں اونٹ مار گرائے تو منڈی میں نفل پڑ گیا کہ اشعث بن کافر ہو گیا ہے۔ اشعث بن نے یہ سنا تو تلوار ایک طرف پھینک دی اور کہا:-

انی واللہ ما کفرت و لکن زوجتی ہذا المرثل اختہ و لو کنا فی بلادنا
کانت ولیمۃ غیر ہذا یا اہل المدینۃ کلوا و یا اصحاب الابل
تعالوا! اخذوا شراھا!

”خدا کی قسم میں کافر نہیں ہوا بلکہ ان صاحب ابوبکر صدیق رض نے اپنی ہمیشہ کا عقد مجھ سے کر دیا۔ اگر آج میں وطن میں ہوتا تو اس سے بہتر ولیمہ کرتا۔ مدینہ والو اس گوشت کو اٹھا لے جاؤ اور کھاؤ۔ اور اونٹوں کے مالک آؤ اور اپنے اونٹوں کی قیمت مجھ سے لے لو۔“

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، ترمذی رحمہ اللہ، اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت اُمّ فرزدہ رض سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا، نماز کو اول وقت ادا کرنا۔

حضرت اُمّ فرزدہ رض کا سال وفات اور مزید حالات زندگی دستیاب نہیں ہوئے۔ ورنہ وہ بھی تاریخ کرام کی نظر کیے جاتے۔

ایک خوش نخت صحابیہ

مدینہ منورہ کے مصافحات (عوالی) میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحابیہ ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گئیں بیان تک کہ ان کی زندگی کی طرف سے ایسی ہو گئی لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آج کسی وقت فوت ہو جائیں گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ وہ فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع دی جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے جنازہ کی نماز میں خود بڑھاؤں اور اس کے بعد اس کی تدفین کی جائے۔ اتفاق سے ان صحابیہ نے رات گئے انتقال کیا لوگ ان کا جنازہ تیار کر کے لائے تو حضور آرام فرما چکے تھے صحابیہ کرام رض نے حضور کو جگانا مناسب سمجھا اور ان صحابیہ کو رات ہی کو دفن کر دیا۔ صبح کو حضور نے لوگوں سے ان کا حال پوچھا تو انھوں نے واقعہ عرض کیا حضور یہ سن کر کھڑے ہو گئے، صحابیہ کو ساتھ لے کر صحابیہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں دوبارہ نمازِ جنازہ ادا کی۔

حضرت تماضر بنت الاصبغؓ

قبیلہ کلب کے سردار اصبغ بن عمرو الکلبی کی بیٹی تھیں جو دینِ نبویؐ کے پیروکار تھے شعبان ۳۵ھ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو دومۃ الجندل کی ہم پر مامور فرمایا اور جب وہ چلنے لگے تو ان کو ہدایت فرمائی کہ دومۃ الجندل پہنچ کر قبیلہ کلب کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ قبول کریں تو ان کے سردار کی لڑکی سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ رئیس قبیلہ اصبغؓ اور ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے بڑا دورِ رغبت اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے حسب ارشاد اصبغؓ کی بیٹی تماضرؓ سے نکاح کر لیا اور ان کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ آئے۔ تماضرؓ ان کے عقدِ نکاح میں آخر وقت تک رہیں لیکن ایک روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمنؓ نے مرضِ الموت میں ان کو اپنے جہالہ عقد سے آزاد کر دیا اور ان کی وفات کے بعد انھوں نے حضرت زبیرؓ سے شادی کر لی لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد ان سے بھی جدائی ہو گئی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عثمانؓ و ذوالنورینؓ (علیہم السلام) نے ان کو حضرت عبدالرحمنؓ کے ترکہ سے حصہ یا تقار

ان کے بطن سے حضرت عبدالرحمنؓ کے فرزند ابوسلمہؓ پیدا ہوئے۔ اور باب ربیعہ نے ان کے سال وفات کی تصریح نہیں کی البتہ مختلف روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر معاویہؓ کے عہد حکومت تک زندہ رہیں۔ بعض اہل ربیعہ نے حضرت تھامزہؓ کو تابعات میں شمار کیا ہے لیکن یہ بات بعید از قیاس ہے کہ ایک مسلم فاتح جنھوں نے عہد رسالت کے کئی سال مدینہ منورہ میں گزارے ہوں۔ اور پھر ایک جلیل القدر صاحب رسولؐ کی اہلیہ بھی ہوں وہ شرف مصابیتؓ سے محروم رہیں۔

ضروری اطلاع

● بیعت سے اجاب کی مدت خریداری اس شمار سے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ بطور اطلاع ان کے نام آنے والے پرچے پر ”آپ کا چندہ ختم ہے“ کی مہر لگا دی گئی ہے۔ اپنا پرچہ چیک کر لیں اور نوٹ فرمائیں کہ اس اطلاع کے بعد پندرہ دن کے اندر اندر، آئندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ ذریعہ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ کا شمارہ بذریعہ دی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور (خدا نخواستہ) آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ دی پی پی روانہ نہ کیا جائے۔

یاد رکھئے! دی۔ پی۔ پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر دی پی بیکیٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے، اگر دی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اسے کسی بددیانتی پر محمول نہ کیا جائے۔ والسلام!

(منیر)